تحریر و تحقیق

تخلیق انسانی اور نظریہ ڈارون

ڈاکٹر محمد عارف شہزاد

دنیا جب سے وجود میں آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک جتنے حالات و واقعات اس دنیا میں پیش آئے سب کے سب خداوند عالم کے احاطہ علم میں ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ ذات باری تعالیٰ نہ کسی کی محتاج ہے اور نہ ہی اس کو ایسی محتاجی روا ہے۔ بلکہ جو کچھ ہونا اور اب تک جو کچھ ہو چکا یہ سب عرش کے مالک رب تعالیٰ کے علم میں ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ انسانی تخلیق پروردگار عالم کی ایک ادنی کاوش ہے وہ تو اس سے بڑھ کر معجزات دکھا سکتا ہے اور ہمہ وقت ایسی قوت کا عظیم مظاہر کرنے کی ہمت و جرات رکھتا ہے اور پھر اس معاملہ میں اس کا کوئی ثانی اور شریک نہیں وہ تنہا ہی ہر چیز کا مالک ہے اور مختار کل ہے اس کے سوا کوئی ایسی قوت کا مالک نہیں ہے۔ سچ ہے:

لا حول و لا قوۃ الا باللہ

انسان کی تخلیق پر بھی بہت سی ریسرچ ہو رہی ہے۔ لیکن ان تمام میں ڈارون کا نظریہ انتہائی نامعقول' نا مناسب اور واہیانہ ہے۔ چونکہ وہ ایک دھریہ شخص تھا لہٰذا باطل اور خبیث نظریہ کی قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہؐ سے رد کرتے ہیں۔ انسانی تخلیق پر شیطان بھی بڑا سیخ پا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے عوض ساری عمر خدائی لعنت کا مستحق ٹھہرا۔ قرآن پاک کہتا ہے:

اذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس استکبر و کان من الکافرین۔

ترجمہ:۔ جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان

بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں مکمل بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ تو سارے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

معلوم ہوا انسان کی پیدائش اللہ کی طرف سے رونما ہوئی ہے اور انسان کو فرشتوں سے سجدہ کروا کر بشر کی عزت میں اضافہ کیا ہے۔ جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو پروردگار عالم نے ابلیس سے پوچھا:

قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی۔ استکبرت ام کنت من العالین۔ قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین۔ (ص ۷۱ - ۷۲)

ترجمہ :۔ (اللہ نے) فرمایا اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھ کو کس چیز نے منع کیا؟ کیا تو غرور میں آگیا؟ یا تو اونچے درجے والوں میں سے ہے؟ ابلیس نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا۔

مندرجہ بالا آیات اور ان کے تراجم سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ انسان کی تخلیق پروردگار عالم کی طرف سے ہے اور انسان کو اللہ رب العزت نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور یہ طے شدہ منصوبہ کے تحت ہے تاکہ ڈارون کی طرح کہ ایک مادہ آسمانی دنیا سے نیچے گرا جو خلیہ کی شکل میں تھا اسے دنیا راس آگئی وغیرہ۔

ڈارون کا نظریہ

فضیلۃ الشیخ ابو بکر الجزائری جو سعودی عرب کے ممتاز استاد اور مبلغ ہیں انہوں نے اپنی عربی کتاب عقیدہ المومن میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ ہم مترجم کتاب سے اس کا نوٹ پیش کرتے ہیں۔

نیچری "دھریہ" بے دین کفار و مشرکین کا نقطہ نظریہ رہا ہے کہ انسان

بذات خود اس طرح پیدا نہیں ہوا جس طرح آج دنیا میں نظر آ رہا ہے۔ بلکہ وہ بالکل ابتداء میں "خلیہ" (Cell) کی شکل میں کسی سیارے سے زمین پر آ پڑا تھا۔ چونکہ ہماری زمین اس خلیے کو راس آ گئی۔ اس لئے وہ پھیلنا اور بڑھنا شروع ہوا۔ نشو و نما کی ابتداء میں اس کی حیثیت بے حد معمولی اور بھدے جاندار کی سی تھی۔ پھر قدرتی طور پر رفتہ رفتہ اس نے رد و بدل کو قبول کیا۔ جینے اور زندہ رہنے کے لئے ضروری چیزیں اس کے اندر آپ سے آپ بنتی اور بگڑتی گئیں اور اسی کے ساتھ ساتھ اس کی ساخت اور اس کی حالت بھی بدلتی گئی۔ پھر امتداد زمانہ اور فطری حالات کے شدید ردو بدول نے خلیہ ساخت کو بدل کر دیگر انواع سے ترقی دیتے دیتے اسے ارتقاء کے پہلے زینہ پر ڈال دیا اور اس کی شکل بندر کی سی بن گئی۔ اس شکل پر آنے کے بعد بھی تبدیلی کا عمل جاری رہا۔ چنانچہ دم اور دوسری غیر ضروری چیزیں غائب ہو گئیں۔ اور بندر سے اس نے بندر اور انسان کی درمیانی شکل اختیار کر لی۔ پھر وہ وقت آیا کہ یہ صنف بھی نا پید ہونے لگی اور ان کا ڈھانچہ بھی روئے زمین پر باقی نہ رہا۔ اس لئے کہ رد و بدل کے شدید عمل نے اس درمیانی شکل کو بھی باقی نہ رکھا۔ چنانچہ اس شکل نے بھی اپنے اندر تبدیلی قبول کی اور موجودہ انسانی ہیت اختیار کر لی۔

انسانی پیدائش کے اس عجیب و غریب نظریے کو ثابت کرنے کے لئے علم الحیوانات (Zoology) کے ماہرین ان اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اتفاقات' فطری تغیرات' نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) بقاء اصلح (Survival of the Fittest) اور موروثی اثرات وغیرہ' جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ نظریے (Theories) بذات خود غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اس لئے کہ ہمارا وجود بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ باری تعالیٰ ان گنت خلائق اور کائنات کی تخلیق میں اپنے دیگر اصولوں کی طرح ان اصولوں کو بھی گاہے گاہے استعمال کرتا ہے۔ جبکہ اس کے بے شمار اصولوں اور ضابطوں تک رسائی بھی حضرت

انسان کے لئے محال ہے۔ بہر کیف ہم دیکھتے ہیں ابتداء آفرینش میں انسان کا وجود مرد کے نطفے اور عورت کی رطوبت کے اندر ایک خلیہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ پھر مادہ منویہ میں جان پڑتی ہے اور اس کے اندر مذکر یا مونث کے آثار ظاہر ہوتے ہیں پھر مرد عورت کے ملاپ سے عورت کے رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے۔ جو مختلف حالتوں سے گذر کر جنین کی شکل اختیار کرتا ہے۔ تا آنکہ ماں کے رحم میں اس کی خلقت تمام ہوتی ہے اور نوزائیدہ بچہ کی شکل میں ایک ننھے منھے مکمل انسان کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے۔

قرآن مجید اس بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے :

ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین - ثم خلقنا النطفة علقة- فخلقنا العلق مضغة - فخلقنا المضغة عظاما - فکسونا العظام لحما- ثم انشاناه خلقا آخر - فتبارک الله احسن الخالقین- (المومنون ۱۳ - ۱۴)

ترجمہ :- پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (یعنی ماں کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا- پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا- پھر لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا- پھر ہم نے اس کو ایک اور ہی صورت میں بنایا- پس برکت و عظمت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے- (عقیدۃ المومن اردو صفحہ ۲۷ - ۲۸)

مندرجہ بالا آیات اس بات کی شاہد ہیں اور دھریے ڈارون کے مکروہ نظریہ کی بھی نفی کر رہی ہے- ڈارون ایک آسمانی Cell کو آسمان سے گرا ہوا کہتا ہے اور زمین کی مٹی پر گر کر بندر تک ارتقاء کے مراحل طے کرتا ہے اور بعد ازاں بندر سے دم غائب کرکے انسان جیسی اعلی اور اشرف المخلوق کو بندر سے انسان بنا دیتا ہے- اس نقطہ نظر کو نہ عقل مانتی ہے اور نہ ہی قرآن و حدیث ایسے پرفتن نظریے کو قبول کرتا ہے- جبکہ قرآن مرد اور عورت کے باہمی ملاپ کے نتیجے میں عورت کے رحم (Utrus) میں گرنے والے مادہ کو انسانی تخلیق کا

ذریعہ بتلاتا ہے اور پھر ماں کے پیٹ میں اس کی متعدد صورتیں بنتی ہیں تب جاکر انسان ایک ننھے منے بچے کی شکل اختیار کرکے دنیا میں آتا ہے۔ گویا ڈارون کا نظریہ اور قرآن کا نظریہ آپس میں متصادم ہے۔ جس میں ڈارون جھوٹا اور قرآن سچا ہے۔ احادیث میں یوں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہر بنی نوع انسان اپنی پیدائش کے چالیس دن ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں گزارتا ہے۔ پھر وہ جمے ہوئے خون اور گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اسی حالت میں فرشتہ اس کے پاس آکر اس کے اندر روح پھونکتا ہے اور اس کے بارے میں چار چیزوں کا اندراج کرتا ہے۔ ۱۔ روزی ۲۔ موت ۳۔ اس کی جملہ کارکردگی ۴۔ اور یہ کہ اس کا شمار خوش نصیبوں میں ہو گا یا بدبختوں میں۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ انسانی پیدائش کا واحد ذریعہ مرد و عورت ہیں جن کے باہمی ملاپ اور الفت سے انسانی تخلیق عام ہوتی ہے اور نسل نو کی آمد ہوتی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ انسان جب بچے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے تو اس کی شکل کا تعین کیا جاتا ہے کہ یہ بچہ کس کی شکل و صورت پر گیا ہے۔ بچہ کبھی باپ یا کبھی ماں یا ان دونوں کے رشتہ داروں کی شکل و صورت پر جاتا ہے۔

حدیث نبویؐ ہے۔

حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ! بچہ ماں یا باپ کی مشابہت کیوں اختیار کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مرد و عورت کے ملاپ کی صورت میں جس کی منی غالب آتی ہے بچہ اس کی شکل اختیار کرتا ہے۔

چنانچہ مرد کی منی غالب آنے کی صورت میں بچہ باپ اور اس کے عزیزوں کی صورت پر جاتا ہے اور عورت کی منی غالب آنے کی صورت میں بچہ اپنی

ننھیال کی صورت پر جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) (عقیدۃ المومن ص ۲۹)

اب شکل و صورت کا مرد یا عورت کے علاوہ ان دونوں کے ننھیالوں پر جانا بھی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انسانی تخلیق مرد و عورت کے ملاپ کا قطعی یقینی نتیجہ ہے۔ جس سے سرے منہ انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ انکار کرنا گویا دوپہر کے وقت عین چمکتے سورج کا بھی منکر ہوتا ہے جو ممکن نہیں۔ یہاں بھی ڈارون کا نظریہ باطل ہونے کی بنا پر بکھرتا نظر آتا ہے۔

انسان کی بناوٹ مٹی سے ہوئی جسے ہمارے پروردگار نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور شیطان مردود بھی اسی لئے ہوا کہ ایک تو اس بے ایمان نے خدا کے حکم کا انکار کیا اور دوسرا خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی عالی و اشرف المخلوقات انسان کی توہین کی بلکہ خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کو نفرت سے دیکھ کر کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ ڈارون اپنے نظریے میں شیطان سے ملتا ہے اور سو فیصد مماثلت رکھتا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون۔ (آل عمران ۵۹)

ترجمہ :۔ بے شک اللہ نے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے کہ اللہ نے پہلے مٹی سے اس (آدم) کا قالب بنایا پھر اس کو حکم دیا کہ (انسان) ہو جا، پس وہ (انسان) ہو گیا۔

یہاں پر بھی اللہ تعالی نے ایک بار پھر یاد دہانی کرائی کہ عیسی علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی مانند ہے۔ دونوں کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا اور اپنے ہاتھ سے مکمل کر کے حسن و زینت سے نوازا کہ اپنی قدرت کاملا کا بھرپور اظہار کیا۔ یہاں بھی ڈارون جھوٹا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آدم ثانی عیسی علیہ السلام کو بھی اپنی قدرت کا کرشمہ قرار دیا تو آدم جو مٹی سے تخلیق کردہ تھے کی

مثال دی اور ایک بار پھر دہرا دیا کہ انسان باقاعدہ مٹی سے ہی بنایا گیا ہے اور انسان کی تخلیق کو ایک اچھے' باوقار طریقہ سے اٹھا کر انسانیت کے لئے بہتر راستہ بنا دیا اور الزام و بہتان کی اس طریقہ سے احسن طور سے پہچان ممکن ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ دیگر تمام طریقہ ہائے مختلفہ قطعی غلط اور غیر صحیح ہیں جو کسی بھی طور درست نہیں۔ اس سے انسانیت کی بہتری ہے اور اللہ کو بہتری ہی منظور تھی۔ قرآن مقدس نے انسان کی تخلیق کو موضوع سخن بنا کر ڈارون کے نظریے کی خوب خوب تردید کی ہے۔ انسان کی تخلیق پر بھرپور روشنی ڈالی اور صاف بتلایا کہ انسان ایک نطفہ تھا جو ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن رہا پھر لوتھڑا بنا اس سے گوشت بنا پھر اسی گوشت سے ہڈیاں وجود میں آئیں ہڈیوں کے وجود میں آنے کے بعد اس پر ایک بار پھر گوشت کو چڑھایا اور بہتر صورت عطا کرکے اچھی صورت میں پیدا کر دیا پھر اسی انسان کو بولنے کا ڈھنگ سکھلایا۔ قرآن کہتا ہے :

الرحمان علم القرآن خلق الانسان علمه البیان۔ (الرحمان ۱ تا ۴)

ترجمہ :۔ رحمان نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کو گویائی سکھائی یعنی بولنا سکھایا۔

اگر محض ڈارون کی باطل تھیوری کو مان لیں اور خدا کے وجود سے انکار کر دیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کیسے وجود میں آیا۔ اسے چلنا پھرنا' بولنا اور کھانا کس نے سکھا دیا۔ مٹی ایک ایسی چیز ہے جس میں انسانی اعضاء ہی دفنا دئے جائیں تو وہ مٹی سے مٹی ہو جائیں گے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک Cell گرا اور انسانی زمین کو راس آگیا۔ جبکہ مٹی کا کام بھی ہر چیز کو کھا جانا ہے۔ اگر انسانی مادہ کو اب زمین پر ڈالیں تو وہ بھی انسانی تخلیق کی طرح انسان تخلیق نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ کسی خلیہ کو اس عمل میں ایک کردار مان لیں اور آنکھ بند کرکے کبوتر کی طرح یقین کر لیں حالانکہ ایسا ناممکن تھا۔ جبکہ ڈارون بذات خود اسی طریقہ سے پیدا ہوا جو قرآن و حدیث نے متعین کر دیا۔